اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت امامِ اہلسنّت شاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے اِرشادات کا مجموعہ

مُسَمّٰی بنامِ تاریخی

اَلمَلفُوظ (مکمل 4 حصے)

۱۳۳۸ھ

معروف بہ
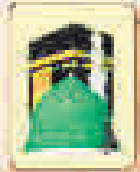
ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

﴿مع تخریج وتسہیل﴾

مؤلّف:

شہزادۂ اعلیٰحضرت تاجدارِ اہلسنّت مفتیٔ اعظم ہند

حضرتِ علامہ مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

پیش کش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

ناشِر

مکتبۃُ المدینہ بابُ المدینہ کراچی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّ حِیۡم ط

نام کتاب: **الملفوظ**

پیش کش: مجلس اَلۡمَدِیۡنَۃُ الۡعِلۡمِیّۃ

سِنِ طَباعت: 12 جُمادَی الاُخرٰی 1430ھ، بمطابق 5 جون 2009ء

قیمت:

ناشر: **مَکْتَبَۃُ الْمَدِینہ** فیضانِ مدینہ محلّہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ (کراچی)

E.mail:ilmia26@dawateislami.net
E.mail.maktaba@dawateislami.net

Ph:4921389-90-91 Ext:1268

توکُّل کی تعریف

اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ **امام اَحمد رضا خان** علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: توکُّل ترکِ اسباب کا نام نہیں بلکہ اعتماد علی الاسباب کا ترک ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۲۴ ص ۳۷۹) یعنی اسباب ہی کی چھوڑ کر دینا توکُّل نہیں ہے توکُّل تو یہ ہے کہ اسباب پر بھروسہ نہ کرے۔

اَنگُشتَرِی (یعنی انگوٹھی) ہوگی جو علمِ الٰہی (عَــزَّوَجَــلَّ) میں مسلمان ہوگا اس کی پیشانی پر عَصا سے نورانی نشان کر دے گا اور جو کافر ہوگا اَنگُشتَرِی سے کالا داغ لگا دے گا۔(مصنف ابن ابی شیبہ،کتاب الفتن،باب من کرہ الخروج فی الفتنۃ،الحدیث ۱۷۹، ج۸، ص۶۱۹) (جامع الترمذی،کتاب التفسیر،من سورۃ النمل،الحدیث ۳۱۹۸،ج۵،ص۱۳۰ملخصاً)

حدیث شریف میں آیا ہے:ایک دسترخوان پر چند آدمی بیٹھے ہوئے کھانا کھاتے ہوں گے یہ کہے گا کہ وہ کافر ہے وہ کہے گا کہ یہ مسلمان۔(جامع الترمذی،کتاب التفسیر،من سورۃ النمل، الحدیث ۳۱۹۸،ج۵،ص۱۳۰) پھر نہ کوئی مسلمان کافر ہو سکے گا اور نہ کافر مسلمان۔

قیامت کی تین قسمیں

﴿پھر فرمایا:﴾ قیامت تین قسم کی ہے:

قیامتِ صغریٰ: یہ موت ہے۔" مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِیَامَتُہٗ" جو مرگیا اس کی قیامت ہوگئی۔

دوسری قیامت وُسطیٰ: وہ یہ کہ ایک قَرْن (یعنی ایک زمانہ) کے تمام لوگ فَنا ہو جائیں اور دوسرے قَرْن کے نئے لوگ پیدا ہو جائیں۔

تیسری قیامت کُبریٰ: وہ یہ کہ آسمان و زمین سب فَنا ہو جائیں گے۔

قیامت سے پہلے یہود ونصارٰی کی باہمی عداوت

عرض: قرآن شریف میں آیا ہے:

وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكُوْنُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا ﴿۱۵۹﴾ (پ۶، النسآء:۱۵۹)

ترجمۂ کنزالایمان: کوئی کتابی ایسا نہیں جو اس کی مَوت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ اُن پر گواہ ہوگا۔

اور یہ بھی آیا ہے:

وَ اَلْقَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ؕ (پ۶، المآئدہ:۶۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اُن میں ہم نے قیامت تک آپس میں دشمنی اور بَیر ڈال دیا۔

جب سب یہود ونصاریٰ قبلِ قیامت اِیمان لے آئیں گے تو عَداوت (یعنی دشمنی) کس طرح ہوگی۔

ارشاد: کتابیوں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ میں ان کی وفات سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے۔

(ماخوذ از تفسیر الطبری،النساء،تحت الآیة ۱۵۸،ج ٤،ص ۳۵٦ تا ۳٦۰)

پھر زمانہ بدلے گا،خَیر سے شَر کی طرف،اِسلام سے کفر کی طرف،یہود ونصاریٰ باقی نہ رہے ہوں گے،سب مسلمان ہوگئے ہوں گے لیکن جو اُن کی نسلیں ہوں گی ان میں یہود بھی ہوں گے نصاریٰ بھی ہوں گے،ہنود (یعنی ہندو) بھی ہوں گے غرض سب طرح کے کافر ہوں گے،ان کے آپس میں قیامت تک دشمنی وعدوات ہوگی۔

ایک آیت کی تفسیر

عرض: یہ آیۂ کریمہ عام ہے یا خاص؟''وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ '' اِلَخ[1]

ارشاد: اس آیت کی دو تفسیریں ہیں:

اگر کی ضمیر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف پھیری جائے تو یہ آیت ان سب کے واسطے ہوگی جو اُن کے زمانہ میں ہوں گے۔اب پہلے جو ہیں وہ کفر پر مرتے ہیں اِسی طرح جو بعد میں ہوں گے وہ بھی کفر پر مریں گے،ہاں! آپ کے زمانہ میں جو کتابی ہوں گے،ان میں سے وہ جو تلوار سے بچ رہے ہوں گے کوئی اَیسا نہ ہوگا جو آپ پر اِیمان نہ لائے۔

اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ کی ضمیر کتابی کی طرف پھرتی ہے اب یہ آیت عام ہوگی کوئی کتابی نہیں مرتا مگر مرتے وقت جب اُس کو عذاب دکھایا جاتا ہے،پردے اُٹھا دیئے جاتے ہیں تو کہتا ہے کہ میں اِیمان لایا اس عیسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر جس نے بِشارَت (یعنی خوش خبری) دی تھی اَحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لیکن یہ ایسے وقت کا اِیمان ہوگا جب کہ نفع نہ دے گا،اِیمان یاس (یعنی نا امیدی کا ایمان) بے کار ہے۔جب نار (یعنی جہنم کی آگ) سامنے ملائکہ عذاب (یعنی عذاب کے فرشتے) سامنے اس وقت کا ایمان مفید نہیں۔(تفسیر الطبری ،النساء،تحت الایة ۱۵۹ ،ج ٤،ص ۳۵۷،۳۵۸ ملخصاً)

[1] وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ترجمۂ کنزالایمان: کوئی کتابی ایسا نہیں جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوگا۔ (پ ٦،النساء:۱۵۹)

جب فرعون ڈوبنے لگا بولا:

اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۝ (پ ۱۱، یونس : ۹۰)

ترجمۂ کنزالایمان: میں ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے۔

فرمایا گیا:

آٰلْـٰٔنَ وَ قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ (پ ۱۱، یونس:۹۱)

اب اِیمان لاتا ہے اور اس کے پہلے نافرمان تھا

کافر کی توبۂ یاس مقبول نہیں

عرض: حضور قرآن شریف میں آیا ہے:

وَ لَیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ ۚ حَتّٰۤى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ (پ ٤، النسآء:۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ توبہ ان کی نہیں جو گُناہوں میں لگے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آئے تو کہے اب میں نے توبہ کی۔

﴿سائل کی یہ عرض ختم نہ ہوئی تھی﴾ ختم ہونے سے پہلے ہی ارشاد فرمایا:

وَ لَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَ هُمْ كُفَّارٌ ؕ (پ ٤, النسآء:۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور نہ ان کی جو کافر مریں.

﴿پھر فرمایا:﴾ مسلمان کی توبۂ یاس (یعنی نااُمیدی کی توبہ) کے مقبول ہونے میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ مقبول ہے اور کُفّار کی توبۂ یاس یقیناً مردود و نامقبول ہے۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان پر تشریف فرما ھیں

عرض: (قران پاک میں ہے)

وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ إِلٰى حِيْنٍ ۝ | ترجمہ کنزالایمان: اور تمہیں ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے۔

(پ ۱, البقرة:۳٦)

اِس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بنی آدم میں سے کوئی شخص زمین کے سوا کہیں نہ جائے گا اور یہ خطاب تمام بنی آدم (یعنی انسان) کو عام ہے تو چاہیے کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی آسمان پر تشریف فرما نہ ہوں۔

ارشاد: بے شک یہ عام ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر شخص کو زمین پر قرار (یعنی ٹھہرنا) ہے عیسیٰ علیہ السلام کو بھی قرار زمین ہی پر ہے زمین سے کوئی جُدا نہ ہوگا اور اگر یہ معنی لیے جائیں کہ زمین سے کوئی کسی وقت جدا نہ ہوگا تو مِعراجِ جَسَدی (یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم کے ساتھ معراج پر جانے) سے بھی انکار کرنا پڑے گا اور چاہیے کہ سَمُندر پر چلنا[1] مُحال ہو کہ اس وقت بھی زمین پر قرار نہیں ہوتا لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ سَمُندر پر تھوڑی دیر کے واسطے چلا جانا زمین پر قرار ہونے کے مُنَافی نہیں۔

ہزار برس کا ایک دن

عرض: لیکن عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تو کتنی صدیوں سے آسمان پر تشریف فرما ہیں اُن کا مُسْتَقَرّ (یعنی ٹھہرنا) تو آسمان ہی پر ہوگیا۔

ارشاد: وہ ایسے عالَم میں ہیں جہاں ہزار برس کا ایک دن ہے۔

وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ | ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک تمھارے رب کے یہاں ایک دن ایسا ہے جیسے تم لوگوں کی گنتی میں ہزار برس۔

(پ ۱۷, الحج:٤٧)

تو شاید ایک دن گزرا ہوگا، دوسرے دن کے کچھ حصے میں اُتر آئیں گے۔

[1] یونہی ہوائی جہاز پر اڑنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تخت کا ہوا پر جانا بعض اولیائے کرام کا اپنی کرامت سے ہوا پر چلنا، ۱۲ مؤلف غفرلہٗ

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف مَنْسُوب ایک مُنَاجَات کا حکم

عرض : ایک مُناجَات حضرت صدیقِ اَکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف مَنسوب ہے اس میں یہ اَلفاظ ہیں (اِبْـنُ مُـوسٰی اِبْـنُ عِیْسٰی اِبْنُ یَحْیٰی اِبْنُ نُوح)۔

ارشاد: یہ نِسبت جُھوٹ ہے اور اس کا وِرد بھی اچھا نہیں۔ کوئی شخص صِدِّیق تَخَلُّص[1] رکھتا ہوگا جس کو عَرَبی عبارت بھی لکھنا نہ آتی تھی۔

تفسیر کا ایک سوال

عرض : قرانِ عظیم میں فرمایا:

يٰعِيْسٰۤى اِنِّیْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
(پ ۳, ال عمران:۵۵)

ترجمہ ٔ کنزالایمان: اے عیسیٰ میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا اور تجھے کافروں سے پاک کردوں گا۔

’’ تَوَفِّی‘‘ کے کیا معنی ہیں؟

ارشاد : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا
(پ ۲۴،الزمر:۴۲)

اللہ (عَـزَّوَجَـلَّ) لے لیتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت اور ان جانوں کو جو نہیں مریں اُن کے سونے کے وقت۔

ایک لفظِ ’’ تَوَفِّی ‘‘ کا معنی دونوں کے واسطے فرمایا گیا۔’’ تَوَفِّی‘‘ مَنَام (یعنی نیند) کو بھی شامل ہے اور موت کو بھی۔

(تفسیر الطبری،ال عمران،تحت الآیۃ ۵۵،ج۳،ص۲۸۸،۲۸۹)

تو اب معنی یہ ہوں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام میں تم کو سُلا دینے والا ہوں اور اٹھانے والا ہوں اپنی طرف اور پاک کرنے والا ہوں تم

[1] : شاعر کا وہ مختصر نام جسے وہ اپنے اشعار میں اِستعمال کرتا ہے۔

کو کافروں سے اور فرض کیا جائے ''تَوَفّی'' کے معنی اگر موت ہی کے ہیں تو یہ کہاں سے نکلا کہ تم کو وفات دینے والا ہوں تم کو پھر اُٹھانے والا ہوں اپنی طرف، ''ف'' نہیں، ''ثم'' نہیں ''و'' ہے اور وہ ترتیب پر دلالت نہیں کرتا صرف جمع کے لیے آتا ہے اور ''ک'' خطاب جو رَافِعُک میں ہے وہ نہ صرف رُوح سے خِطاب ہے اور نہ صرف جسم سے، بلکہ رُوح مَعَ الْجَسَد (یعنی جسم کے ساتھ روح) مخاطب ہے اگر صرف روح مراد ہوتی تو رَافِعُک نہ فرمایا جاتا بلکہ رَافِعُ رُوحِک.

اِسی طرح عُلمائے کرام نے مِعراج جَسَدی کو فرمایا ہے کہ فرمایا گیا ہے ''اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ'' عبد رُوح مَعَ الْجَسَد کا نام ہے اگر مِعراج رُوحی ہوتی تو ''اَسْرٰی بِرُوحِ عَبْدِهٖ'' فرمایا جاتا۔(تفسير الطبرى، پ ١٥، بنیّ اسرائيل تحت الاية، ١، ج٨، ص١٦)

متولی کی اجازت کے بغیر مسجد میں وعظ کہنا

عرض: بغیر اِجازتِ مُتَوَلّی[1] کے مسجد میں وعظ کہہ سکتا ہے یا نہیں؟ خصوصاً اس حالت میں جب کہ مُتَوَلّی کا حکم ہو کہ بغیر میری اجازت کے کوئی وعظ نہ کہے۔

ارشاد: مُتَوَلّی اگر عالمِ دِین ہے اور یہ روک اس وجہ سے ہے کہ پہلے وہ وَاعِظ (یعنی بیان کرنے والے) کے عَقَائد جانچ (یعنی معلوم کر) لے، سُنّی صحیحُ الْعقیدہ پائے تو وعظ کی اجازت دے، ایسی حالت میں بغیر اس کی اجازت کے وعظ کہنا جائز نہیں اور اگر ایسا نہیں تو مُتَوَلّی روکنے کا مَجاز نہیں (یعنی اختیار نہیں رکھتا)۔

اپنی زندگی میں اپنے لئے ایصالِ ثواب کرنا

عرض: زید اپنی زندگی میں اپنے لیے ایصالِ ثَواب کر سکتا ہے یا نہیں؟

ارشاد: ہاں کر سکتا ہے۔(رد المحتار، كتاب الصلاة، فصل صلاة الجنازة، مطلب فى القراة ......الخ، ج٣، ص ١٨٠) محتاجوں کو چھپا کر دے۔ یہ جو عام رواج ہے کہ کھانا پکایا جاتا ہے اور تمام اَغْنِیَاء[2] اور بِرادری کی دعوت ہوتی ہے ایسا نہ کرنا چاہیے۔

صدقہ چھپا کر دینا افضل ہے

﴿پھر فرمایا:﴾ چھپا کر دینا محتاجوں کو اعلیٰ و افضل ہے، حدیث میں ارشاد فرمایا:

[1]: جائیداد موقوفہ کا انتظام کرنے والا۔ [2]: غنی کی جمع

راستہ میں بَبُول[1] کے کانٹے وغیرہ پڑے ہوں تو کیا کرے؟

ارشاد: شریعتِ مُطَہرہ کا عام قاعِدہ ہے کہ کسی کام کو منع فرماتی ہے کسی مصلحت سے اور جب بندہ کو ضرورت پیش آ جاتی ہے فوراً اپنی مُمانَعت اُٹھالیتی ہے خمر (یعنی شراب) وخنزیر سے بڑھ کر کون سی چیز حرام فرمائی گئی! مگر ساتھ ہی مُضْطَر (یعنی اضطراری حالت والے) کا اِستثناء فرمادیا جنگل میں ہے پیاس کی شِدَّت ہے شراب موجود ہے پانی کہیں نہیں ہے نہ کوئی اور چیز ہے جس سے پیاس بُجھ سکے اب اگر شراب نہ پیئے تو پیاس کی وجہ سے مرجائے گا یا نِوالہ اَٹکا اور سوائے شراب کے کوئی ایسی چیز نہیں جس سے نِوالہ اُتر جائے اگر نہ پیئے تو دم گُھٹ کر مرجائے گا، اَیسی حالت میں اگر اُس نے شراب نہ پی اور مرگیا گنہگار رہوا، حرام موت مرا یا مثلاً بھوک کی شِدَّت ہے اب اگر کچھ نہ کھائے تو مرجائے گا اور سوائے خنزیر کے گوشت کے کچھ موجود نہیں اگر اس نے نہ کھایا اور مرگیا تو گنہگار رہوگا حرام موت مرے گا۔ (الاشباہ والنظائر، الفن الاول، القاعدۃ الخامسۃ الضرر یزال، ص ۷۳ ملخصًا)

حضرت عیسٰی علیہ السلام کی شبیہ

عرض:

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ (پ٦، النساء: ١٥٧)	ترجمۂ کنزالایمان: اور ہے یہ کہ انھوں نے نہ اسے قتل کیا اور نہ اسے سولی دی بلکہ ان کیلئے ان کی شبیہ کا ایک بنا دیا گیا۔

اس کے کیا معنی ہیں شبیہ بنادی گئی ان کے واسطے یا شبہ ڈال دیا گیا۔

ارشاد: عیسٰی علیہ السلام کی شبیہ انہیں میں سے ایک کافر پر ڈال کر شُبہ (یعنی شک) ڈال دیا گیا۔ جب اُس خَبیث پر سَیِّدُ نا عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شبیہ آ گئی انہیں آسمان پر اٹھالیا گیا۔ اب وہ کہتا ہے میں تمہارا وہی ہوں سب کہتے ہم تجھ کو جانتے ہیں تو وہی مَکّار ہے جس نے لوگوں میں فتنہ ڈال دیا یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا۔

(حاشیہ محی الدین شیخ زادہ علی البیضاوی، تحت الآیۃ ١٥٧، ج٣، ص٤٤٤)

[1]: ایک خاردار درخت جسے کیکر کہتے ہیں۔

آگے فرمایا جاتا ہے:

وَ اِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْهِ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُؕ-مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّۚ-وَ مَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًاۙ(۱۵۷) بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِؕ-وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا(۱۵۸)

اور بے شک وہ لوگ جنہوں نے عیسیٰ کے بارہ میں اختلاف کیا ان کی طرف سے شک میں پڑے ہیں اور ان کو کوئی علم نہیں سوائے وہم کی پیروی کرنے کے اور انہوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ **اللّٰه** تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا اور **اللّٰه** (عَزَّوَجَلَّ) غالب حکمت والا ہے۔ (پ۶، النساء: ۱۵۷، ۱۵۸)

یہود و نصاریٰ جو اِختلاف کرتے ہیں کوئی بات یقین سے نہیں کہتے۔ اپنے اَوْہَام[1] کے مُتَّبِع (یعنی پیروی کرنے والے) ہیں اس وقت کے نصاریٰ یہی کر رہے ہیں سوائے مُہْمَلات (یعنی لغو باتوں) کے ان کے پاس اور کیا ہے اور انہیں پر کیا مُنْحَصِر عام کُفّار کو یہی فرمایا:

اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ مَا تَهْوَى الْاَنْفُسُۚ

وہ سوائے اپنی خواہش نفسانی اور ظن کے کسی اور کا اِتِّباع نہیں کرتے۔ (پ۲۷، النجم: ۲۳)

بلکہ تمام کُفّار اسلام کی حَقَّانِیَّت (یعنی سچائی) پر یقین رکھتے چلے آئے ہیں عِنَاداً (یعنی دشمنی کی وجہ سے) اس کے مُنْکِر ہیں۔

ایک آیت کی تاویل

عرض:

وَ وَجَدَكَ عَآىٕلًا فَاَغْنٰىؕ(۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا۔ (پ۳۰، الضحیٰ: ۸)

اس کے معنی یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کو کثیر اُمَّت والا پایا کہ شفاعت کا وعدہ فرما کر آپ کو بے پروا کر دیا؟

ارشاد: کہہ سکتے ہیں کہ تاویل کے درجے میں ہوگی۔

[1] وہم کی جمع